ایک مجسمۂ علم و شرافت کی المناک شہادت

مولانا حکیم محمود احمد برکاتی شہید کی یاد میں ایک غمزدہ دل کے تاثرات

محمد تنزیل الصدیقی الحسینی

مولانا حکیم محمود احمد برکاتی شہید کی المناک شہادت ہماری دم توڑتی علمی دنیا کا اندوہناک حادثہ ہے۔ ان کا مجھ سے اور "الواقعۃ" سے جو تعلق تھا اس کا حق اس مختصر مضمون سے ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ مضمون محض ایک غمزدہ دل کا نوحہ ہے ان کی شخصیت پر مفصل مضمون میرے قلم پر قرض ہے جو انشاء اللہ العزیز اپنے وقت مقررہ پر ادا ہوگا۔ (محمد تنزیل الصدیقی الحسینی)

علمی و دینی حلقوں میں یہ خبر یقیناً دکھ و اضطراب کے ساتھ سنی جائے گی کہ طب قدیم کے فاضل جلیل اور فلسفہ و معقولات کے محقق شہیر علامہ حکیم محمود احمد برکاتی مورخہ 9 جنوری 2012ء کو اپنے مطب میں ایک بجے کے لگ بھگ سفاک ظالموں کی گولیوں کا نشانہ بنے اور شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

حکیم محمود احمد برکاتی ایک نامور علمی و دینی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے پردادا مولانا حکیم دائم علی کا تعلق بہار سے تھا۔ وہ اپنے زمانے کے نامور طبیب تھے۔ طب میں ان کے پُر وقار شہرت کے باعث نواب ٹونک نے انہیں اپنا شاہی طبیب مقرر کیا تھا۔ حکیم دائم علی نے بہار سے ترک سکونت کر کے ٹونک میں مستقل رہائش اختیار کر لی تھی۔ حکیم محمود صاحب کے دادا مولانا حکیم برکات احمد ٹونکی اپنے عہد میں فلسفہ و معقولات کے امام سمجھے جاتے تھے۔ ان کی کتاب "اتقان العرفان فی ماہیۃ الزماں" نے علامہ اقبال کو متاثر کیا تھا۔ حکیم صاحب کے والد مولانا حکیم محمد احمد بھی علم طب کی خدمت میں اپنی زندگی بسر کر گئے۔ یہ پورا خانوادہ خیر آبادی سلسلۂ علم و فکر سے وابستہ تھا اور مولانا حکیم محمود احمد برکاتی کو پورے برصغیر پاک و ہند میں سلسلۂ خیر آبادی کا نمائندہ عالم سمجھا جاتا تھا۔

حکیم صاحب اکتوبر 1926ء کو ٹونک میں پیدا ہوئے۔ حکیم صاحب ایک خانوادۂ علم و عرفان سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں فاضل ادب الہ آباد بورڈ سے 1941ء میں اور فاضل دینیات 1943ء میں مدرسہ معینیہ اجمیر سے کیا۔ طب کی اعلیٰ تعلیم کے لیے وہ دہلی تشریف لے گئے جہاں طبیہ کالج سے 1948ء میں فاضل الطب والجراحت کی ڈگری لی۔ اس کے علاوہ دینی تعلیم میں انہیں مولانا معین الدین اجمیری اور مولانا حکیم محمد شریف اعظم گڑھی سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا۔ مولانا مناظر احسن گیلانی سے بھی ان کے بڑے قریبی تعلقات رہے تاہم ان سے کسب علم کا مرحلہ طے نہ کر سکے۔

حکیم صاحب خود بھی بڑے پایہ کے عالم، فلسفی اور طبیب تھے۔ انتہائی وسیع المطالعہ اور علمی ذوق کے حامل تھے۔ انہوں نے کتابیں بھی لکھیں، تراجم بھی کیے اور پرانی کتابوں کی تدوین و ترتیب کا فریضہ بھی انجام دیا۔ ان کی کتابوں میں "سیرت فریدیہ"، "فضلِ حق خیر آبادی اور سن ستاون"، "معین المنطق"، "سفر و تلاش"، ترجمہ "اتقان العرفان فی ماہیۃ الزماں"، "کشکولِ برکاتی"، "ولایتی بیویاں ولایتی شوہر"، "شاہ ولی اللہ اور ان کے اصحاب"، "شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان"، "شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی"، "حیات حکیم برکات احمد ٹونکی"، ترجمہ "مشاہدات فرنگ"، "کتاب الصیدنہ فی الطب"، "مولانا معین الدین اجمیری کردار و افکار"، "مولانا معین الدین اجمیری تلامذہ کا خراجِ عقیدت"، "جادۂ نسیاں"، "الروض الموجود فی تحقیق حقیقت الوجود"، "نشانِ راہ"، "منتخب مقالات" اور چند غیر مطبوعہ کتب شامل ہیں۔

قیامِ پاکستان کے بعد وہ پاکستان آگئے تھے۔ وہ تحریک پاکستان کے بھی پرزور موید تھے۔ ملک کے نامور اطبائے کرام میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ہمدرد یونی ورسٹی نے انہیں طب مین ڈاکٹریٹ کی اعزازی سند دی تھی۔ وہ صرف پاکستان ہی کے نہیں بلکہ برصغیر کے نامور طبیب تھے۔

وہ نظریاتی اعتبار سے فکرِ مودودی سے بہت متاثر تھے اور اس میں انہیں خاصا غلو تھا۔ اپنے مخصوص علمی و فکری رجحانات رکھنے کے باوجود وہ دوسرے مسالک کے اہلِ علم کا احترام کرتے اور ان سے مخلصانہ روابط رکھتے تھے۔ اس حوالے سے ان کی ذات اتحاد بین المسلمین کا عملی مظہر تھی۔

حکیم صاحب علم و اخلاق کے مجسمۂ شرافت تھے اور ان کی شہادت صحیح معنوں میں انسانیت کا قتل ہے۔ روزِ حشر ان کے پاکیزہ خون کے چھینٹے ان کے قاتلوں کو ابدی سزا دلانے کا باعث بنیں گے۔ اللہ ربّ العزت انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

ایک نجی چینل نے ان کی خبرِ وفات پر "ایک ضعیف العمر حکیم سمیت سات افراد قتل" کی سلائیڈ چلائی جو غالباً ان سے متعلق میڈیا پر پہلی خبر تھی۔ اس خبر کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ قوم اپنے اکابر سے کس درجہ غافل ہو چکی ہے۔

راقم الحروف سے ان کا بڑا گہرا تعلق رہا ہے جو اس دنیا کی مدت زمانی کے مطابق تقریباً 12 برسوں پر محیط ہے لیکن ہم نے ان 12 برسوں میں کم و بیش 3 دہائیوں کا فاصلہ طے کر لیا تھا۔ بکثرت ملاقاتیں اور علم کے متعدد و مختلف پہلوؤں پر بھرپور ابحاث۔ میری اور ان کی عمر کے مابین 54 برس کا فاصلہ تھا مگر شوقِ علم کے جذبے نے گویا اسے معدوم کر کے رکھ دیا تھا۔ وہ سر تا سر علمی انسان تھے جن کا علم، عمل کے سانچے میں ڈھل چکا تھا۔

ان کی زندگی کے آخری ایام میں ملاقاتوں کی تعداد نسبتاً بڑھ گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ مجھے ان سے کئی نسبتیں حاصل ہو گئیں۔ ان کی زندگی کی آخری علمی نشست، زندگی کی آخری شب کو میرے ہی ساتھ رہی۔ اس نشست میں نے انہیں "الواقعۃ" کا تازہ شمارہ پیش کیا، گویا یہ ان کی خدمت میں پیش کیا جانے والا آخری تحفۂ علمی تھا۔ ان کی زندگی کا آخری مضمون بھی راقم کے زیر ادارت مجلہ "الواقعۃ" ہی

Mujallah AlWaqia Karachi :::Al-Waqia Blogspot.com:::AlWaqiaMagzine.Wordpress.Com ::: مجلہ الواقعۃ کراچی

میں شائع ہوا ہے۔ ان کی ایک کتاب "ولایتی بیویاں ولایتی شوہر" بھی راقم ہی نے شائع کی تھی۔ راقم کی ایک کتاب "اسلام اور عصر جدید" پر حکیم صاحب نے تبصرہ بھی لکھا تھا جو ادارہ معارف اسلامی کراچی کے جریدے "معارف فیچر سروس" میں شائع ہوا تھا۔

ان کی خبر وفات سے اس قلبِ حزیں کی جو کیفیت ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ ہم گناہگار بارگاہِ عزوجل میں ان کی مغفرتِ کاملہ کے لیے دعا گو ہیں اور اپنے آنسوؤں میں نہلا کر انہیں ہمیشہ کے لیے اپنے دل کے قبرستان میں دفن کرتے ہیں۔

Mujallah AlWaqia Karachi :::Al-Waqia.Blogspot.Com:::AlWaqiaMagzine.Wordpress.Com ::: مجلہ الواقعۃ کراچی